محمد جعفر پھلواروی

موسیقی کی حلّت و حُرمت

(۳)

دوسری قسط میں جو مباحث تھے ان کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) جو چیزیں جنت میں حلال ہیں وہ یہاں بھی حلال ہیں۔

(۲) اگر کہیں اس کے خلاف نظر آئے تو وہ وقتی مصالح کی بنا پر ہے۔

(۳) حبرہ بمعنی نغماتِ بہشت بالکل صحیح تفسیر ہے۔

(۴) حبرہ کی مزید تحقیق۔

(۵) حلّتِ غنا پر اجماعِ صحابہ اور اجماعِ اُمت ہے۔

پیش نظر تیسری قسط میں جو مباحث ہیں وہ مختصراً یہ ہیں:

۱۔ حبرہ کی کچھ اور تفسیریں۔

۲۔ حلّتِ غنا و مزامیر کے متعلق قطعی الدلالہ اور صحیح احادیث۔ (یہ حصہ اگلی قسط میں آئے گا)

نواب صاحبؒ اور تفسیر حبرہ

نوابؒ صدیق حسن خانؒ نے اپنی کتاب "مثیر ساکن الغرام الی روضات دار السلام" کے صفحہ ۵۸ پر یہ فصل قائم کی ہے: "فصل فی ذکر سماع الجنۃ وغناء الحور العین وما فیہ من اللذۃ والطرب" (یعنی جنت میں جو سماع ہوگا اور حورِ عین کے گانوں میں جو لذّت و کیف ہوگا یہ فصل اسی کے بیان میں ہے) اس فصل کا آغاز یوں کرتے ہیں:

..... فهم فی روضة يحبرون - قال يحيی بن ابی كثير الحبرة اللذة والسماع ولا يخالف هذا قول ابن عباس يكرمون وقول مجاهد وقتادة ينعمون - فلذّة الاذن بالسماع من الحبرة والنعم۔

..... حبرہ کے معنی یحییٰ بن ابی کثیر نے لذت اور سماع کے بتائے ہیں اور اس کا کوئی تناقض ابن عباس کی تفسیر یکرمون یا مجاہد و قتادہ کی تفسیر ینعمون سے نہیں کیونکہ سماع سے جو لذّت کان کو حاصل ہوتی ہے وہ بھی عام حبرہ یعنی نعمت ہی ہے۔

اس کے بعد نواب صاحب نے اٹھارہ اخبار و آثار و اقوال نقل کئے ہیں اور ان سب میں سیدنا داؤد کے گانے یا حوروں کے غنا یا حضرت اسرافیل کے ترنم، اشجار جواہر کے نغمے یا تسبیح و تحمید کے نغموں کا ذکر ہے۔ سب کو نقل کرنے کا موقع نہیں۔ ہم پوری عبارت و ترجمہ نقل کرنے کی بجائے صرف راوی کے نام اور اصل مضمون مع حوالہ درج کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

۱۔ ترمذی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ جنت میں حوریں گائیں گی: نحن الخالدات الخ اور اس روایت کو غریب کہا ہے۔

۲۔ ترمذی نے ابوہریرہ اور جعفر فریابی سے یہ روایت کی ہے کہ جنت میں باکرات تسبیح و تقدس و تحمید و ثنا کا گیت گائیں گی۔

۳۔ ابونعیم نے بھی جعفر فریابی سے یہ ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ جنت کے زریں درختوں کے زبرجدی اور دری ثمرات ہواؤں سے ٹکرا کر حسین نغمے پیدا کریں گے۔

۴۔ ابونعیم ہی نے انس سے روایت کی ہے کہ جنت میں حوریں یہ گائیں گی۔ نحن الحور الحسان الخ

۵۔ یہی روایت ابن ابی الدنیا نے بھی نقل کی ہے۔

۶۔ ابونعیم نے ابن ابی اوفیٰ سے بھی ارشاد نبوی روایت کیا ہے کہ ہر جنتی کو ہر ہفتے چار ہزار حوریں یہ گانا سنائیں گی: نحن الخالدات الخ

۷۔ جعفر فریابی خالد بن عدنان سے یہ حدیث نبوی روایت کرتے ہیں کہ ہر جنتی کو جنت میں داخل ہوتے ہی دو حوریں لاجواب گانا سنائیں گی اور یہ شیطانی گانا بجانا نہیں ہوگا۔

۸۔ طبرانی نے ابن عمر سے یہ حدیث رسول روایت کی ہے کہ جنت کی حوریں یہ گائیں گی: نحن خیرات الحسان الخ

۹۔ ابن وہب نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ جنتی درختوں کے نغمے کے ساتھ (جس کا ذکر ۳ کی روایت ابونعیم میں ہے) حوریں یہ گائیں گی: نحن الناعمات الخ

۱۰۔ ابن وہب نے یہی روایت مع شئی زائد خالد بن یزید سے بھی کی ہے۔

۱۱۔ حضرت اسرافیل جنت میں بحکم خداوندی ایسا نغمہ سنائیں گے کہ فرشتے اپنی نماز بھی چھوڑ دیں گے۔

۱۲۔ محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ جنت میں یہ اعلان کیا جائے گا کہ جو لوگ دنیا میں مجالس لہو اور مزامیر الشیطان سے پرہیز کرتے رہے ان کو جنت میں ملائکہ اللہ کی تمجید و تحمید (گاکر) سنائیں گے (لہو اور مزامیر الشیطان کا مطلب جا بجا "اسلام اور موسیقی" میں واضح کر دیا گیا ہے۔ اسے دیکھ لینا چاہئے)

۱۳۔ ابن ابی الدنیا مالک بن دینار سے وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب کی تفسیر یوں منقول ہے کہ سیدنا داؤدؑ سے فرمائش کی جائے گی کہ جس طرح دنیا میں مجد باری سناتے تھے وہ یہاں بھی سناؤ۔ (سیدنا داؤد دنیا میں مختلف

سازوں پر کس طرح حمد باری کرتے تھے اس کی تفصیل "اسلام اور موسیقی" میں ملاحظہ فرمائیے۔

۱۴۔ یہی روایت عبداللہ بن احمد سے بھی ہے۔

۱۵۔ حماد بن سلمہ نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے کہ اللہ اپنے فرشتوں سے فرمائے گا کہ میرے بندے صوتِ حسن کو پسند کرنے کے باوجود دنیا میں اس سے محض میری خاطر پرہیز کرتے رہے اس لئے یہاں انہیں تسبیح و تکبیر (خوش آوازی سے) سناؤ۔

۱۶۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اہلِ جنت جنتی درختوں سے (جس کا اوپر ذکر آچکا ہے) نغمے سنیں گے۔

۱۷۔ سعید الحارثی کہتے ہیں کہ ان شجری نغموں کے علاوہ زبان خداوندی سے خطاب و سلام ہر نغمے سے زیادہ پیارا ہوگا۔

۱۸۔ ابوالشیخ نے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی ہے کہ اہلِ جنت کو ہر روز دوبار خود اللہ قرآن سنائے گا۔

آخری دو روایتیں ہمارے بحث سے خارج ہیں۔ لیکن اگر یہ روائتیں صحیح ہیں تو نغماتِ بہشت کے سلسلے میں ان کو لانے کا مطلب یہی ہوسکتا ہے کہ یہ قرأت تغنّی کے ساتھ ہوگی۔

تفسیر یحبرون

آپ نے ملاحظہ فرمایا؟ نواب سید صدیق حسن خاںؒ نے اولاً تو غنا و موسیقی سے لفظ حبرہ کی تفسیر کی ہے اور ثانیاً اس تفسیر کی تائید میں اتنی متعدد تفسیری روایات نقل کی ہیں جن میں ایک کو (۱۔) ترمذی نے غریب بتایا ہے۔ باقی تمام روایات کے متعلق خود نواب صاحبؒ "صحاح وحسان" کا لفظ لکھتے ہیں۔

وبسم بلك ايها السنّى من الاحاديث الصحاح الحسان ......

اے سنّی تمہیں ان صحیح و حسن روایتوں سے معلوم ہوا ہوگا کہ ....

لیکن اگر ترمذی، ابونعیم، طبرانی اور ابن ابی الدنیا وغیرہم کی ان تمام مذکورہ بالا روایات کو غلط ٹھہرادیں تو مجھے کوئی عذر نہیں۔ میں اس جرأت مندانہ اقدام پر خوش ہوں گا اور اللہ کا شکر ادا کروں گا کہ جس مجموعۂ روایات کو لوگ مثل القرآن مع القرآن ــــ بلکہ ناسخ القرآن اور قاضی علی القرآن ــــ کا درجہ دئے ہوئے تھے اسے آپ نے ختم کیا۔ لیکن اگر ان میں سے ایک روایت کو بھی صحیح تسلیم کرلیں تو یحبرون کے معنی غنا و مزامیر لینے سے کوئی شے روک نہیں سکتی۔ دیکھئے پھر کوشش کیجئے۔ شاید لسان العرب وغیرہ میں ان ساری روایتوں کے متعلق کوئی قیل وغیرہ کا سہارا مل جائے جس کی مدد سے آپ اس تفسیر کو "تحریف قرآن" قرار دے سکیں۔

ہم اہل حدیث حضرات کو خصوصاً نواب صاحب کی ان تصریحات کی طرف توجہ فرمانے کی دعوت دیتے ہیں۔ اور اہل حدیثوں کو یہ تو علم ہوگا ہی کہ نواب صاحب کے ہاں فوجی بینڈ خوب بجتے تھے اور وہ اسے جائز بتاتے تھے حالانکہ حضورؐ نے کبھی بینڈ نہیں سنا۔ غرض حبرہ کی جو تفسیر ہم نے اپنے سابق مضمون "قرآن میں ذکر موسیقی" میں کی ہے اسے محض

چند مترجمین کے ترجمے سے غلط ٹھہرانے کا اب کوئی امکان نہیں رہا۔ بس زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہاں جنت میں تو یہ جائز ہو گا اور دنیا میں ناجائز ہے۔ لیکن ہم اپنے جواب کی دوسری قسط میں یہ واضح کر چکے ہیں یہ نظریہ ہی سرے سے غلط ہے کہ دنیا کا حرام جنت میں حلال یا یہاں کا حلال وہاں حرام ہو جاتا ہے۔

ایک شبہے کا ازالہ

ہاں نواب کی نقل کردہ روایات میں نمبر ۱۵ سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ جنت میں انہی لوگوں کو گانا سنایا جائے گا جو اللہ کی خاطر دنیا میں گانا نہیں سنتے تھے۔ لیکن یہ خوب سمجھ لیجئے کہ :

جائز و ناجائز لہو

(۱) یہ انہی گانوں سے پرہیز کا ذکر ہے جو واقعی ناجائز ہیں یعنی فرائض و واجبات سے غافل کرنے والے ہوں جسے لہو کہتے ہیں۔ لیکن ہاں خبردار ہر لہو کو معصیت نہ سمجھ لیجئے گا۔ انصار لہو کو پسند کرتے تھے اور حضور نے اس لہو کو باقی رکھا اور حضرت عائشہ سے تقاضا کر کے فرمایا کہ تم نے کوئی گانے والی اس دلہن کے ساتھ کیوں نہ کر دی۔ فان الانصار یعجبھم اللھو۔ انصار کو تو لہو پسند ہے۔ پس ناجائز لہو صرف یہی ہے جس کی صحیح تشریح امام عبد الغنی نابلسی نے ان الفاظ میں کی ہے :

لہوِ ممنوع

والمراد باللھو الاعراض بسبب ذلك عن الطاعات ونسیان الفرض والواجبات والاشتغال بالمحرمات والمکروھات کسماعھا علی الخمر والزنا ونحو ذلك من المنھیات او خطور شیئ ذلك ببالہ واستقرارھا فی وقت سماعھا کما سیاتی بیانہ وکل احد یعرف ذلك من نفسہ لا من غیرہ والاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی۔ (انتہی مختصراً)

لہو سے مراد یہ ہے کہ اس کی وجہ سے طاعتِ الٰہی کی طرف سے بے توجہی ہو یا فرائض و واجبات فراموش ہو جائیں یا حرام و مکروہات میں رغبت ہو جائے۔ مثلاً خمر یا زنا یا اس طرح کی دوسری منہیات پر اُبھارنے والا گانا سُننا یا ایسا گانا سننا جس سے سُننے وقت یا بعد میں عارضی یا مستقل طور پر ناجائز خیالات دل میں پیدا ہوں۔ اس کا مفصّل ذکر آگے آئے گا اور ان تمام باتوں کا صحیح اندازہ ہر شخص اپنے دل ہی سے کر سکتا ہے نہ کہ دوسرا۔ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ اور ہر شخص کو اس کی نیت ہی کے مطابق جزا ملے گی۔

لہٰذا صرف موسیقی ہی نہیں بلکہ جو دلچسپی حتیٰ کہ وظیفہ خوانی بھی اگر فرائض و واجبات سے غافل کر دے تو وہ ناجائز ہے۔ لہٰذا اگر کوئی گانا ہو تو وہ وہی لہو ہے جس سے پرہیز ضروری ہے اور گانے کے ساتھ مزامیر ہوں تو بلاشبہ وہ مزامیر

الشیطان ہیں۔ ایسے گانے اور مزامیر سے پرہیز کرنے والوں کو (ازروئے حدیث مذکور) بلاشبہ جنت میں اعلیٰ درجے کے گانے اور نغمے اور مزامیر سب سنائے جائیں گے۔ لیکن اگر اس قسم کا ناجائز لہو نہ ہو تو نہ کوئی گانا دنیا میں حرام ہو سکتا ہے نہ کوئی مزامیر۔

سماع اور ترک سماع للّٰہ

(۲) دوسری قابلِ غور چیز یہ ہے کہ جس طرح اللہ کی خاطر ناجائز گانے بجانے سے پرہیز ہوتا ہے اسی طرح عین اللہ ہی کی خاطر جائز گانے بجانے سے دلچسپی بھی لی جا سکتی ہے۔ آپ کو تعجب ضرور ہو رہا ہوگا کہ بھلا اللہ کے لئے بھی گانا بجانا ہو سکتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ جی ہاں ہو سکتا ہے۔ اس بحث کا انتظار فرمائیے۔

امام ابوبکر اور تفسیر حبرہ

اچھا یہ بھی سن لیجئے کہ حبرہ کے معنی گانا بجانا لے کر "تحریف قرآن" کا جرم کرنے والے صرف نواب صاحب وغیرہم نہیں۔ ایک بزرگ اور بھی ہیں۔ یہ ہیں امام ابوابراہیم بخاری جنہوں نے امام ابوبکر بن ابی اسحاق بخاری کلابادی کی مشہور کتاب التعرف لمذھب التصوف کی شرح فارسی زبان میں کی ہے۔ یہ چار حصوں میں ہے۔ اس کا آخری باب "اداب السماع" پر ہے جس میں شارح موصوف لکھتے ہیں :

چنانچہ در خبر آمدہ است کہ بعضے از مفسراں گفتہ اند در قول خدائے تعالیٰ کہ میگوید ان الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت فھم فی روضۃ یحبرون قیل یحبرون بالسماع۔

مراسلہ نگار 'صدق' سے یہ خطرہ ہے کہ پھر فوراً کہہ دیں گے کہ یہاں قیل لکھا ہوا ہے۔ ہم دوسری قسط میں واضح کر چکے ہیں کہ ہر قیل تمریض کے لئے نہیں ہوتا۔ جب لکھنے والا قائلین کی تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا تو صرف قیل پر اکتفا کر کے آگے بڑھ جاتا ہے۔ اس قیل کے قائل کو ڈھونڈنا دوسروں کا کام ہوتا ہے اور ہم ایک نہیں بہت سے قائلین کا ذکر دوسری قسط میں کر چکے ہیں۔ یہاں تو صرف یہ دیکھنا ہے کہ خود امام ابوابراہیم کیا لکھتے ہیں۔ اگر وہ خود اس تفسیر حبرہ کی تائید میں نہ ہوتے تو یہ آیت ہی نہ لکھتے یا لکھتے تو تردید کر دیتے۔ بہرحال جس کا جی چاہے وہ شوق سے ان کو "محرفین قرآن" میں شمار کر کے اپنے ایمان کو غارت کیجے۔

اب تک ہم نے تینوں قسطوں میں جن صاحبانِ علم و تقوٰے سے حبرہ بمعنی گانا بجانا نقل کیا ہے وہ یہ ہیں :
علی، ابن عباس، مجاہد، یحیٰی بن ابی کثیر، وکیع، ابوبکر بن ابی اسحٰق، سید احمد کبیر، شیخ ابوالنجیب سہروردی، نواب صدیق حسن خاں وغیرہم۔ آپ کا دل چاہے تو بڑے شوق سے ان تمام "گمراہ محرفین قرآن" میں (العیاذ باللہ) اس فقیر کا نام بھی لکھ لیجئے۔ ہم دوسرے تراجم کے غلط ہونے پر کوئی اصرار نہیں کرتے۔ اصرار صرف اپنے ترجمے کے صحیح ہونے پر ہے۔

(باقی آیندہ)